پیغام آفاقی کی ادبی خدمات کا جائزہ

عطیہ خانم، ریسرچ اسکالر
ریسرچ اسکاکر، شعبۂ اردو
دہلی یونیورسٹی، دہلی۔۱۱۰۰۰۷

ادبی خدمات:

پیغام آفاقی ہمہ جہت شخصیت کے مالک، اہم فکشن نگار، اچھے شاعر اور ایک منفرد تخلیقی مفکر کے طور پر عالمی ادب میں جانے جاتے ہیں۔ یوں تو ادبی دنیا میں پیغام آفاقی نے اپنا مختصر سرمایہ ہی چھوڑا ہے۔ ان کے تخلیقی مواد کا ذخیرہ شعری مجموعہ ''درندہ'' 2001ء، افسانوی مجموعہ ''مافیا'' 2002ء، ناول ''مکان'' 1989ء، ناول ''پلیتہ'' 2011ء تک ہی محدود ہے لیکن جس ناول نے انھیں شہرت دوام کی منزل تک پہنچایا وہ پیغام آفاقی کی مایہ ناز تصنیف ''مکان'' ہے۔

پیغام آفاقی ایک تخلیقی مفکر تھے۔ وہ سماج اور اس سے جڑے تمام مسائل کا تجزیہ کرتے اور اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر پیدا ہوئے اخذ شدہ مواد کی فراوانی کو لوگوں تک پہنچانے کے لیے کوشاں رہتے۔ چونکہ پیغام آفاقی جانتے تھے کہ سماج کے سامنے مسائل کس طرح پروان چڑھتے ہیں اور ان مسائل میں کن تبدیلیوں کی ضرورت ہے اس طرح کی تمام باتوں کو انھوں نے اپنی تخلیقات کے ذریعہ عوام کو سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ پیغام آفاقی چاہتے تو پروفیسر بن جاتے لیکن انھوں نے پولس کی نوکری کو اس لیے ترجیح دی تاکہ اس محکمہ میں داخل ہو کر زندگی کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملے گا اور وہ اس کی تمام پیچیدگیوں کا جائزہ لے سکیں گے اور صحیح نتائج پر پہنچ سکیں گے۔ پیغام آفاقی کا مقصد اپنی تخلیقات کے ذریعہ لوگوں کو مبہوت کرنا نہیں تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ وہ جس تحریر کو پیش کریں اس کی حیثیت آفاقی ہو۔

پیغام آفاقی ایک عملی انسان تھے۔ وہ سوچتے تھے کہ اگر کوئی ادیب اپنے تجربے اور

مشاہدے کی بنا پر کوئی تخلیق پیش کرتا ہے تو اس کہانی میں تاثر پیدا ہوتا ہے اور کہانی بھی بامعنی ہوتی ہے۔ ناول ''مکان'' اس کا واضح ثبوت ہے۔ اس ناول کے منظر عام پر آنے سے پہلے پیغام آفاقی نے نہ صرف کتابوں کا مطالعہ کیا بلکہ کتابوں سے زیادہ اس دنیا کو غور کر کے نیز لوگوں سے بات چیت کر کے مواد اکٹھا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کہانی زندگی سے بہت قریب اور جڑی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

پیغام آفاقی اپنی تخلیقی بصیرت کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

''مجھے لکھتے وقت یہ احساس بالکل نہیں رہتا کہ میں کس فارم میں لکھ رہا ہوں اور نہ لکھنے کے پیچھے کوئی مقصد ہوتا ہے۔ میرے سامنے تو جب کوئی چیز آتی ہے جس کے گم ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے اور جس کے تاثر کو میں بھولنا نہیں چاہتا بلکہ اس کو تازہ رکھنا چاہتا ہوں تو پھر اس چیز کو وقت کے بہاؤ سے آزاد کرانے کے لیے لفظ کا سہارا لیتا ہوں۔'' 30

شعری خدمات:

پیغام آفاقی کو بچپن سے ہی ادب سے گہری دلچسپی تھی۔ وہ دنیائے ادب میں نہ صرف فکشن نگار کی حیثیت سے جانے گئے بلکہ ایک اچھے اور بے حد حساس شاعر بھی تھے۔ انھوں نے فکشن کے ساتھ ساتھ شاعری کو بھی درونِ ذات کے اظہار کا ایک بہترین وسیلہ سمجھا اور طالب علمی کے زمانے سے ہی اپنی شاعرانہ طبیعت کے سبب شاعری کا آغاز کیا۔ ان کی پہلی نظم ماہنامہ 'مسرت، پٹنہ' 1968ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد نویں اور دسویں کلاس کے دوران دو تین نظمیں اور غزلیں 'غمخوار' نامی ایک اخبار میں چھپیں۔ اس طرح طالب علمی کے زمانے سے لے کر 1972ء تک کا بیشتر وقت پیغام آفاقی نے شاعری میں گزارا۔ علاوہ ازیں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی پر ان کی ایک نظم اخبار 'سیاست، کانپور' 1972ء میں اور اس کے بعد چند نظمیں ماہنامہ 'تحریک' دہلی سے شائع

ہوئیں۔

درندہ:

پیغام آفاقی کا شعری مجموعہ ''درندہ'' 2001ء میں ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی سے شائع ہوا۔جس میں کل 62 نظمیں اور محض 4 غزلیں ہیں جس میں چند طویل، بعض مختصر اور کچھ مختصر ترین بھی ہیں۔ ''درندہ'' میں پیغام آفاقی کے طالب علمی کے زمانے سے لے کر 1980ء تک کا شعری سرمایہ شامل ہے۔گرچہ آفاقی نے اپنے سفر کی ابتدا شاعری سے ہی کی تھی لیکن ان کا پہلا مجموعہ ''درندہ'' بھی کافی بعد میں شائع ہو سکا جب کہ اس کی اشاعت سے دس، گیارہ سال قبل ہی ان کا شاہکار ناول ''مکان'' شائع ہو چکا تھا۔'مکان' کی اشاعت کے کافی عرصے کے بعد انھوں نے اپنی شعری تخلیقات کو ایک مجموعہ کی شکل دی۔ اس مجموعہ میں بھی 'درندہ' اور 'مافیا' مرکزی کردار کے طور پر سامنے آتا ہے جو پیغام آفاقی کی پوری تخلیقات کے فکر کا محور ہے۔جس کو انھوں نے منفرد اشعار، غزلیں، قطعات اور نظموں کی صورت میں واضح طور پر ظاہر کیا ہے۔ چونکہ پیغام آفاقی مربوط فکر رکھتے تھے۔ وہ جس فکر و فلسفہ کے فنکار رہے وہ مربوط فکر کا لازمی طور پر شامل ہونا ہی تھا۔اپنے شعری مجموعے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

ان کا شعری مجموعہ ''درندہ'' بھی مافیا کی شکل کو ہی واضح کرتا ہے۔اور نصف صدی سے اردو شاعری پر چھائی ہوئی سیاست کے بطن میں مافیا کی طرح جوالامکھی بن کر پھوٹتا ہے۔سب سے اہم بات یہ کہ اس مجموعہ کے ذریعہ اردو شاعری میں نیا مزاج وجود میں آیا ہے ساتھ ہی ساتھ اس نے اردو کی نئی نسل کو اس صدی کی سب سے بڑی علامت درندہ سے روشناس کرایا۔

پیغام آفاقی نے اپنی نظموں کے ذریعہ اردو قارئین کو جدیدیت کی مایوس کن اور یاسیات سے پُر فضا سے نکالنے کی کوشش کی۔اور یہ بتانے کی کوشش کی کہ حوصلہ اور ہمت کسے کہتے ہیں۔ نیز اپنی شعری تخلیقات کے ذریعہ انفرادی تحریک کے ساتھ ساتھ اجتماعی فکر و خیال کو بھی اظہار کی زبان عطا کیا۔ان کے ''درندہ'' میں کئی پیغام ایک ساتھ ہیں۔آج انسانی زندگی محفوظ نہیں ہے۔ کچھ لوگ

خوف اور ڈر سے گھروں میں ہیں اور کچھ سڑکوں پر خون بہا رہے ہیں۔ یہ دور معصوموں کے لیے نہیں ہے بلکہ انسانوں نے درندگی کی حد پار کر رکھی ہے یعنی درندگی ایک ایسی حقیقت کے طور پر موجود ہے کہ یہ کہیں شیطان بن کر سطح زندگی پر ابھرتا ہے تو کہیں زمانے کے آئینے میں نظر آتا ہے۔

پیغام آفاقی نے ایک نئی شاعری کا آغاز کیا ہے۔ اپنی اعلیٰ فکر اور بلند سوچ کے ذریعہ شاعروں کو اس طرز پر شاعری کرنے کا پیغام دیا ہے جو سماج کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ پیغام آفاقی کی شاعری کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ جدیدیت پسندوں کی بہام سے پاک آسان، سادہ، سریع الفہم اور مترنم ہے۔ پیغام آفاقی نے اپنی شاعری میں جابجا بے حد آسان الفاظ، انتہائی مختصر ارکان اور وقفوں کا برمحل استعمال کرتے ہوئے نظموں کی تعمیر کی ہے۔

غرض کی ان کی یہ خوبی شاعرانہ حیثیت کو مزید روشن اور توانا کرتی ہے اور اس کو اچھے اور ذہین شاعروں کی صف میں لا کھڑا کرتے ہیں۔

شعیب رضا فاطمی اپنے مضمون ''پیغام آفاقی کی کچھ نظمیں'' میں لکھتے ہیں کہ:

> ''پیغام آفاقی نے جس اسلوب کا سہارا لیا ہے وہ اتنا سیدھا اور سادہ ہے کہ سیدھے دل تک رسائی حاصل کرتا ہے اور دماغ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا ہماری شاعری کو کم مایہ سمجھنا چاہیے، اور کیا نئی نسل کے اس انداز میں سوچ اپنی ہے جو انداز پیغام آفاقی کے سوچنے کا ہے۔ عصری حیثیت کو جس طرح پیغام آفاقی نے اپنے تجربے کا حصہ بنایا ہے وہ انھیں ہم عصر شعرا کی فہرست میں ایک اونچے مقام پر لا کھڑا کرتا ہے۔''

نثری خدمات:

پیغام آفاقی نے ادبی سفر کا آغاز شاعری سے کیا لیکن بہت جلد فکشن کی دنیا

میں اپنا لوہا منوالیا۔ چونکہ پیغام آفاقی ایک تخلیقی مفکر تھے لہذا اپنی بات کو بہتر طور سے پر پیش کرنے کی لیے فکشن کو وسیلۂ اطہار کا ذریعہ سمجھا اور اس میں ایک منفرد پہچان بنائی۔

ناول:

پیغام آفاقی اردو ادب میں ایک ناول نگار کی حیثیت سے اہم مقام رکھتے ہیں۔انھوں نے ناول کے ذریعے ہی فکشن میں قدم رکھا۔ پیغام آفاقی کے مطابق ناول ہی وہ صنف ہے جو زندگی کو ایک منظّم سانچے میں ڈھالنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔اس کے ذریعہ انسان اپنی زندگی کو ایک کتابی شکل میں پڑھ سکتا ہے۔ پیغام آفاقی کے یہاں ناول لکھنے کا یہی مقصد تھا کہ انسانی زندگی میں جو ظلم و خوف یا سماجی مسائل کی پیچیدگیاں ہیں اگر اس کو انسانوں تک باور کرانا ہو اور ان کے اندرونی قوت کو سامنے لانا ہو اور اس سوچ وفکر میں انقلاب پیدا کرنا ہو تو ناول سے بہتر صنف میں اس کی صحیح تصویر کشی نہیں کی جا سکتی۔

راگنی:

دنیائے ناول میں پیغام آفاقی نے اپنے ناولٹ ''راگنی'' سے قدم رکھا۔ یہ ناولٹ پیغام آفاقی نے دورانِ طالب علمی میں ہی لکھا تھا۔''راگنی'' 1972ء میں لکھا گیا۔ 170 صفحات پر مشتمل ناولٹ ہے جو غیر مطبوعہ ہے پر بہت جلد اس کے منظر عام پر آنے کی امید ہے۔

ناول''راگنی'' بہار میں تقریباً ہر سال سیلابوں سے تباہ شدہ ایک ایسی لڑکی کی کہانی ہے جو بے یار و مددگار ہونے کے باوجود معاشرے میں زندہ رہنے کی کوشش کے درمیان ہر طرح کی مشکلات کا سامنا کرتی ہے۔

اس کے ارد گرد مجرم پیشہ طاقتوں کا ایک ہجوم دکھائی دیتا ہے۔ راگنی چونکہ سیلاب کی تباہی کے وقت کالج میں پڑھتی تھی لہذا ان طاقتوں سے بچنے کے لیے اپنی تعلیمی صلاحیتوں اور خود اعتمادی کو بروئے کار لاتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جہاں چھوٹے چھوٹے مجرم پیشہ کردار سیاست میں آگے بڑھ کر منتری بنتے ہیں وہیں راگنی کی بیٹی پڑھ کر آئی۔ایس افسر بنتی ہے۔

ناول کی دلچسپی اس بات میں پوشیدہ ہے کہ راگنی اپنی بیٹی کو گزرے ہوئے واقعات اور حادثات سے آگاہ کرتی ہے کیونکہ وہ تلخ تجربات کو اگلی نسل میں منتقل کرنے کی خواہاں ہوتی ہے تا کہ نئی نسل اس تجربات سے باخبر رہے۔اس طرح یہ ترسیل بیٹی کے ذہن کو مضبوط اور پختہ شعور کے ذریعہ اپنی ذات اور تعلیم کے لیے ایک نصب العین کا انتخاب کرنے میں مدد کرتی ہے۔

مکان:

پیغام آفاقی کو جس ناول نے شہرت دوام عطا کی وہ ان کا شاہکار ناول ''مکان'' ہے۔ یہ ناول 1989ء میں منظر عام پر آیا جو 400 صفحات پر مشتمل تھا۔جلد ہی اس کی اشاعت دوم کی ضرورت محسوس ہوئی اور اضافہ شدہ ایڈیشن کے ساتھ ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس نے شائع کیا جس میں 69 صفحات پر مشتمل ڈاکٹر مولا بخش کا مقدمہ ''اردو ناول کا معیار اور مکان'' کے عنوان سے شامل تھا۔ ناول ''مکان'' کے شائع ہوتے ہی ادبی حلقوں میں اس کی پزیرائی ہوئی اور بے شمار تبصرے اور مضامین لکھے گئے۔ ناول ''مکان'' کا شمار اردو کے چند عظیم ناولوں میں کیا جاتا ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ بلند پایہ نقاد آل احمد سرور نے اس بارے میں کہا ہے کہ:

> ''یہ ناول عہد جدید کے زوال پزیر رویوں کے
> خلاف ایک جہادِ عظیم کا درجہ رکھتا ہے'' 28

ناول 'مکان' کو نہ صرف اردو ادب میں شہرت و مقبولیت ملی بلکہ انگریزی و ہندی زبان میں بھی اس کا ترجمہ ہوا۔ 'مکان' کو انگریزی ادب میں اس قدر اہمیت کا حامل سمجھا گیا کہ 2012 میں اس کو امریکی حکومت کی مشہور ادبی تنظیم National Endowment For Art نے دنیا کے چند عظیم ناولوں میں منتخب کر کے امریکی عوام کے مطالعے کا حصہ بنانے کے لیے ترجمہ کیا۔ جو امریکی ادیب و شاعر Matt Reeck نے کیا ہے اور اس کے اقتباس کو مشہور امریکی رسالہ Two Lines نے بطور خاص شائع کیا۔

'مکان' کی چار سو صفحات پر مشتمل کہانی کو مختصر بیان کیا جائے تو یہ ایک مڈیکل کی طالبہ ''نیرا'' کی کہانی ہے جو اس ناول کا مرکزی کردار ہے۔ وہ اپنی بوڑھی ماں کے ساتھ اپنے ذاتی مکان میں رہتی ہے۔ ''کمار'' نیرا کا کرایہ دار ہے۔ جو مکان کو حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ اور اس کے لیے وہ سب انسپکٹر نیر اور پراپرٹی ڈیلر اشوک کی مدد سے نیرا کے مکان پر ناجائز طریقے سے قبضہ کرنے کے لیے تمام اخلاقی حدوں کو پار کرتے ہوئے دن و رات کوشاں رہتا تا کہ نیرا پریشان اور تنگ ہو کر مکان چھوڑ کر چلی جائے۔ اور اس طرح نیرا کا مکان اس کے قبضے میں آ جائے۔ لیکن نیرا اپنے مکان کو بچانے کے لیے تمام قوتوں کا نہایت ہی ہمت اور حوصلے کے ساتھ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہوئے کمار کی تمام سازشوں کو ناکام کر دیتی ہے۔ اس طرح نیرا بے مکانی سے بچ جاتی ہے۔ 'مکان' میں بیان کیا گیا موضوع کوئی نیا اور اچھوتا نہیں ہے۔ پیغام آفاقی نے روزمرہ کی زندگی کے مسائل میں سے ہی ایک اہم مسئلے کا انتخاب کیا ہے۔ لیکن جس تخلیقی شعور اور فکری گہرائی کے ساتھ اس موضوع پر فلسفیانہ انداز سے اس پر قلم اٹھایا ہے وہ اس ناول کو ممتاز بنا دیتی ہے۔

پیغام آفاقی کے ناول مکان میں موضوعات کا تنوع ہے۔ ہر بار پڑھنے سے ایک الگ معنی و مفہوم تک ذہن کی رسائی ہوتی ہے۔ یوں تو اس ناول کا موضوع ایک مکان ہے لیکن مکان کے پس پردہ شہر کی بے روح زندگی، انسانی اقدار کی پامالی، پولس محکمہ کی بدعنوانیاں، خوف و انتشار اور ظلم و استحصال کی جیتی جاگتی تصویر پیش کرتی ہے۔

ڈاکٹر خالد اشرف مکان کے موضوع سے متعلق لکھتے ہیں۔

> ''پیغام آفاقی کا مکان ہندوستان کے جدید شہری معاشرے کی بظاہر خوش نما و خوبصورت زندگی کے پس پردہ پلنے والے کرپشن، لا قانونیت اور اخلاقی بے راہ روی کی نشاندہی کرتا ہے۔'' 33

مکان کو پڑھتے وقت ایسا لگتا ہے کہ یہ ایک بیوا عورت اور ایک یتیم اور بے سہارا بچی کے مکان کی کہانی ہے۔ جسے ایک کرایہ دار' کمار' اپنی سازشوں اور حربوں سے ہڑپ لینا چاہتا ہے اور وہ بے سہارا لڑکی اپنے سماج میں جس میں پولس محکمہ، عدالت، قانون، انساف سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ نہیں کر پاتی۔ لیکن اپنی ہمت اور استقلال اور تخلیقی شعور کی مدد سے ان پر حاوی ہو جاتی ہے۔ ناول' مکان' میں پیغام آفاقی نے اس تخلیقی قوت کو ہی دکھانے کی کوشش کی ہے۔ اور اس مقصد میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوئے۔ ''مکان'' میں نیرا جب اپنی تخلیقیت تک پہنچ جاتی ہے تب اسے اپنی تخلیقی قوت کا عرفان ہو جاتا ہے اور پھر جسم اس کے لیے بے معنی ہو جاتا ہے لیکن اس قوت کی وجہ سے اپنے ارد گرد کی رکاوٹوں کو با آسانی روندتی چلی جاتی ہے۔ اور پھر اس راستے پر ملنے والے تمام نشیب و فراز ہموار ہونے لگتے ہیں۔

پیغام آفاقی کا تخلیقیت کی اس کہانی کے سلسلے میں یہ خیال ہے کہ:

''انسان کے اندر جو تخلیق اور اخلاقی صلاحیتیں ہیں ان کا استعمال نا کرنا ان سے رجوع نہ کرنا اور اس گدھے کی طرح جو ایک جانور ہے، ذلت کا بوجھ اٹھائے جانا یا کتے کی طرح وفاداری کی دم ہلائے جانا انسان کی مٹی کا مزاق ہے۔
26''

ناول مکان میں نیرا طبقۂ نسواں کی نمائندہ بن کر ابھرتی ہے، جس کو بے بس اور مجبور سمجھ کر مرد اساس معاشرہ صدیوں سے اپنی زیادتیوں کا شکار بناتا آیا ہے۔ جس کو سماج کے حکمراں طبقہ سہارا دینے کے بجائے الٹا اس کا استعمال کرنے لگتے ہیں۔ مگر نیرا اس معاشرے سے لڑ کر اپنی خود اعتمادی کا ثبوت دیتی ہے۔ اور زندگی کے جن تجربات اور مشاہدات سے گذرتی ہے ان تجربات کا بہترین احاطہ پیغام آفاقی نے اس ناول میں کیا ہے۔ غرض وہ جس طرح سے اپنی زندگی میں رونما ہونے والی مشکلات اور الجھنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہے اس سے نیرا کی تانیثی احساسات اور

شعور واضح طور پر ہمارے سامنے ابھر کر آتا ہے۔

مکان اپنے عہد کی عکاسی کرتا ہے۔ موجودہ سماج میں ہونے والے مسائل کو بخوبی بیان کیا ہے۔ ساتھ ہی اس مسائل سے باہر نکلنے کا راستہ بھی بتایا ہے۔ آج کا پر آشوب سماج جس میں چاروں طرف بدعنوانیاں ہیں جس سے نپٹنے کے لیے ایک بلند ہمت وحوصلہ انسان چاہیے۔ ایسے میں پیغام آفاقی کا ناول مکان ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔

ڈاکٹر مولیٰ بخش نے اس انداز میں مکان کی اہمیت کو بیان کیا ہے:

''مکان غیر روایتی انداز کا ناول ہے اور اپنے عہد میں موضوع اور فن کے امتیاز سے اچھوتا فن پارہ ہے جس میں مابعد الطبعیاتی، اساطیری، ایمائی انداز اختیار کرتے ہوئے عورت کے کردار کو آج کے تناظر میں رکھ کر پورے عہد کی نفسیات کو ٹٹولنے کی کوشش کی گئی ہے۔''32

'مکان' میں پیغام آفاقی کی جو فکر کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ انسان میں چھپی قوت کو باہر نکالنا اور مسائل ومشکلات کا سامنا کرنے کے لیے اس کو تیار کرنا کیونکہ انسان خود کو مافیائی طاقتوں کے سامنے کمزور محسوس کرتا ہے۔ اور اپنے اندر چھپی صلاحتوں کو نہیں پہچانتا۔ انھیں صلاحیتوں کو باہر نکالنا مکان کا مقصد ہے۔

'مکان' میں پیغام آفاقی نے جس فلسفیانہ نکتے کو پیش کیا ہے اس انداز سے کسی اور ناول میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔ یوں تو اس موضوع پر بہت سی کہانیاں لکھی گئیں لیکن پیغام آفاقی نے ایک عام موضوع میں جس طرح اپنی تخلیقی شعور کی مدد سے اس میں وسعت اور گہرائی پیدا کی وہ لکھی گئی تمام کہانیوں میں ناول مکان کو ممتاز ومنفرد بنا دیتی ہے۔

آل احمد سرور لکھتے ہیں کہ:

''یہ عام ناولوں سے مختلف ہے۔ مصنف نے جو

موضوع لیا ہے وہ آج کل کے آشوب کا مظہر ہے، مگر اس کو
برتنے میں مصنف نے بلندی اور گہرائی دونوں کو چھو لیا
ہے۔ اس ناول میں جو نفسیاتی اور فلسفیانہ گہرائی ہے، وہ اس
ناول کو عام ناولوں سے ممتاز کرتی ہے۔'' 34

ناول مکان فنی اعتبار سے بھی سادگی، روانی اور سلیس بیانی میں انفرادیت رکھتا ہے۔ پیغام آفاقی نے جذبات کو اس خوش اسلوبی سے بیان کیا ہے کہ اس کے کردار سیدھے سادھے لگتے ہیں مگر قاری کے دل پر ایک نقش چھوڑتے ہیں۔ تکنیک کا کوئی نیا تجربہ بھی نہیں کیا ہے بلکہ عام فہم انداز اور سیدھی سادی تکنیک ہے مگر حالات سے لڑنے کی جو جرأت مندانہ کوشش نثر میں زیریں لہروں کی طرح دوڑتی رہتی ہے وہ اس کے اسلوب کو خوبصورت بناتی ہے۔

مکان میں پیغام آفاقی نے مختلف تکنیک کا استعمال کیا ہے۔ کہیں کہانی بیانیہ انداز میں چل رہی ہے، کہیں مکالموں کے ذریعہ کہانی کہی گئی ہے، کہیں خواب کے ذریعہ کہانی کو آگے بڑھایا گیا ہے اس کے علاوہ خود کلامی کی تکنیک بھی استعمال کی گئی ہے۔ بعض لوگ ان کی خود کلامی کی طوالت کو ان کے اسلوب کی کمزوری بتاتے ہیں لیکن وہاب اشرفی 'مکان' میں خود کلامی سے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''بعض لوگ خود کلامی جیسے نکات کی نشاندہی کر
کے احساس دلاتے ہیں کہ ناول بلاوجہ طویل ہو گیا ہے۔
لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایسی تمام صورتیں فطری طور پر پیدا کی
گئی ہیں جن سے ناول پر ضرب نہیں لگتی۔'' 35

پیغام آفاقی نے کردار نگاری اور جزئیات نگاری میں بھی خاص فن کا مظاہرہ کیا ہے۔ انھوں نے صرف چیزوں ہی کی نہیں بلکہ احساسات کی بھی جزئیات بیان کی ہیں۔ جس انداز سے جزئیات کی تصویر کشی کی ہے اس کا پورا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔

غرض پیغام آفاقی کا ناول ناول'' مکان'' کا شمار ایسے ناولوں میں کیا جاتا ہے جس کا موضوع، تکنیک اور فن نئے وا چھوتے ہیں۔اس میں فن کی ایک نئی اختراع ہے۔روایتی فن سے قطع نظر ایک ایسے نئے فن کو پیش کیا ہے جو نہ تو کسی عالمی ادب سے ماخوذ ہے اور نہ تو کسی روایتی انداز سے گریز ہی کیا ہے۔

ناول نگار کے فن سے متعلق ڈاکٹر مولا بخش لکھتے ہیں۔

> '' دراصل '' مکان'' میں صنفی حدود سے تجاوز کا منظر نامہ ہے پلاٹ ہوتے ہوئے بھی پلاٹ کے فقدان کا سا منظر، نہ خالص تجریدی نہ مکمل طور پر Cause and Effect والا بیانیہ' البتہ اس کی نثر پر اظہاریت کے نقوش نظر آتے ہیں۔''(مکان،ص،37)

غرض ناول'' مکان'' اپنی بعض موضوعات اور مخصوص فلسفہ حیات کی وجہ سے ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔امریکہ کی ایک میگزین میں اس ناول کے متعلق لکھا ہے۔

> '' مکان سارے ہندوستان کی یونیورسٹیوں اور اسکولوں میں پڑھی جانے والی کتابوں کی فہرست کا ناگزیر حصہ ہے''

(تحریک ادب)

پلیتہ:

پیغام آفاقی کا دوسرا ناول ''پلیتہ'' جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہے 2011ء میں منظر عام پر آیا۔اس طویل ناول کا انتساب ''بارودی سرنگوں کے نام ہے''۔

ناول ''پلیتہ'' کی شروعات ناول کے مرکزی کردار خالد سہیل کی موت سے ہوتی ہے اور اس کے روم سے کچھ ایسے کاغذات دستیاب ہوتے ہیں جس سے اس کی موت کا سبب اور اس کی

کہانی معلوم ہوتی ہے۔ خالد سہیل کی موت کی تفتیش ہی پوری کہانی کا مرکز ومحور ہے جو اپنے دادا امیر علی کی کالا پانی کی زندگی کے حالات کو جاننے کے لیے انڈمان نکوبار کے جزائر جاتا ہے اور اپنے دادا کے خلاف ہوئے مقدمے کی چھان بین کرتا ہے جس سے اس کو ایک ایسا مقدمہ ہاتھ آتا ہے جس سے پوری انسانی تاریخ اس سے جڑی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ یہ جاننے کے بعد خالد سہیل صدیوں سے انسانی زندگی پر ہو رہے ظلم و جبر کو ختم کرنے اور انسان کو آزاد زندگی دینے کی کوشش کرتا ہے۔

وہ فلسفیانہ طور پر زندگی کی سچائی کو جاننے کی کوشش کرتا ہے اور کالا پانی کی دنیا میں ہو رہے ظلم واستبداد کو دیکھتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کو اس سے باہر نکالنے کا شعور دینا چاہتا ہے پر اسے احساس ہوتا ہے کہ ایک انسان کے چاہنے سے انقلاب برپا نہیں ہوسکتا اور یہی بات اس کی موت کی وجہ بن جاتی ہے۔

ناول ''پلیتہ'' ڈیڑھ سو سال کی تاریخ پر مشتمل ہے جو برطانوی دور سے موجودہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ پیغام آفاقی کا یہ ناول ''مکان'' کی اشاعت کے تقریباً بیس سال بعد شائع ہوا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ناول کوئی خیالی نہیں ہے بلکہ ایک مشاہدے اور تجربے پر مبنی تحقیق کردہ ناول ہے۔

رحمٰن عباس اپنے مضمون ''اکیسویں صدی میں اردو ناول'' میں ''پلیتہ'' سے متعلق لکھتے ہیں۔

> ''پیغام آفاقی کے مذکور ناول (پلیتہ) میں تاریخی
> ماخذات اور تاریخی سچائیوں کی ایک دنیا آباد ہوگئی ہے لیکن
> ریسرچ ناول کے صفحات میں اس طرح سما گئی ہے جیسے
> دھواں بادلوں میں سما جاتا ہے اور ہم فرق نہیں کر
> پاتے'' (رسالہ شاعر ص،45)

''پلیتہ'' میں پیغام آفاقی نے ایک خاص فکری بصیرت کے ساتھ'' کالا پانی'' کو محور بنایا ہے اور اس محور و مرکز کے سہارے قدیم زمانے سے لے کر آج تک کے تمام انسانی مسائل کا منطقی محاسبہ سامنے لا دیا ہے۔ نیز آج کے دور میں بدامنی، بدنظمی، کرپشن، لاقانونیت اور جو سیاسی سودے بازی ہر طرف پھیلی ہوئی ہے اسے ''پلیتہ'' میں بڑی فنی عبارت کے ساتھ آینہ کر دیا گیا ہے۔

پیغام آفاقی نے ''پلیتہ'' میں اس عہد کے مسائل کے ساتھ اس کو حل کرنے راستے بھی بتائے ہیں۔ جہاں انسان صدیوں سے مختلف طاقتوں کے زیراثر مجبور زندگی گزار رہا ہے اپنے آپ کو ان طاقتوں کے ماتحت بنا لیا ہے وہیں اس ناول میں ان طاقتوں کا ماسنا کرنا اور ان کی مخالفت کرنے کی جرات بھی دکھائی گئی ہے۔ اسی سے متعلق شعیب رضا فاطمی لکھتے ہیں۔

> ''اس ناول میں صدیوں سے حاکمانہ جبر واستبداد
> کا نگار انسان ناول کی گلیوں اور سڑکوں پر چلتے چلتے اپنی اور
> اپنی اگلی نسلوں کی حقیقی آزادی کی شاہرہ پر آجاتا ہے''(پلیتہ،
> پیش ورق)

اس بات سے انکار ممکن نہیں ہے کہ یہ ناول عورتوں کے ذکر سے یا مرد وزن کے فطری جنسیاتی جذبوں کی منظرکشی سے محروم ہے۔ اپنی بیوی کے نام کیپٹن ہائیک کا خط ہو یا گوپی اور رتی کی وہ ملاقات جب رتی کا خوبصورت سینہ گوپی کے ہاتھ میں آ گیا تھا۔ یہ بتانے کے لے کافی ہے کہ ناول میں گریلوں ززندگی کے ساتھ ساتھ فطری رومان اور جنسی عمل کی عکاسی بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔

پیغام آفاقی نے ''پلیتہ'' کے ذریعے یہ ثابت کر دیا کہ وہ ایک سچے ادیب تھے اور اپنی تحریروں سے تاریکی کو روشنی میں بدلنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے اور اس معاملے میں دانائے ہنر ہی نہ تھے، دانائے راز بھی تھے۔ ناول ''پلیتہ'' کی ضخامت سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ناول صرف نام ونمود اور شہرت کے لئے نہیں لکھا گیا ہے بلکہ اسی کے ذریعے پیغام آفاقی نے انسانی شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز یہ ناول قارئین کو سیاسی شعور کے ساتھ ساتھ سوچنے اور متحرک

ہونے پر مجبور کرتا ہے۔

مختصر افسانہ:

پیغام آفاقی کی شہرت یوں تو ناول ''مکان'' سے ہوئی۔لیکن اس سے پہلے پیغام آفاقی نے کئی آفسانے لکھے جو مختلف رسائل میں شائع ہوتے رہے۔ نیز کچھ افسانے ریڈیو پر بھی پڑھے گئے۔ یہ عام روایت ہے کہ جب کسی تخلیق کار کی کوئی ایک کتاب دنیائے ادب میں مشہور ومقبول ہو جاتی ہے تو تمام ناقد اس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور مصنف کی دوسری کتابوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہی بات پیغام آفاقی کے ساتھ بھی پیش آئی۔ ''مکان'' کی شہرت کے آگے ان کے افسانے کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ بقول احمد کفیل:۔

> ''پیغام آفاقی کو ناقدین یا تو ناول نگار کی حثیت سے یا پھر شاعر کی حثیت سے جانتے ہیں۔ ناول میں'' مکان'' بقول پروفیسر وہاب اشرفی ان کے نام سے زیادہ معروف ہو چکا ہے اور ان کی شہرت کا دوسرا کارنامہ شعری مجموعہ'' درندہ'' ہے اور ڈاکٹر ارتضیٰ کریم نے بھی بحثیت ناول نگار انہیں ایک اچھا فن کار تسلیم کیا اور افسانے سے متعلق صرف اتنا لکھا ہے کہ پیغام آفاقی نے افسانے تو لکھے ہیں مگر بہت کم''۔

غرض ادب کے ناقدین نے پیغام آفاقی کو بطور ناول نگار یا زیادہ سے زیادہ شاعر کی حثیت سے پیش کیا ہے لیکن جب ہم ان کے افسانے کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات ہمیں چونکاتی ہے کہ وہ ایک افسانہ نگار کی حثیت سے بھی اہم ہیں اور افسانہ نگاروں کی صنف میں ایک بلند و بالا مقام رکھتے ہیں۔

پیغام آفاقی کا افسانوی مجموعہ ''مافیا'' کی پہلی اشاعت 2002ء میں اور دوسری 2009ء

میں ایجوکشنل ہاوس سے ہوئی۔اس مجموعہ کے کل صفحات 212 ہیں یہ مجموعہ مصنف کی ماں وظیفتہ النساء بیگم کے نام سے معنون کیا گیا ہے۔اس مجموعہ کا پیش لفظ''میں اور مافیا کی حیات'' کے عنوان سے پیغام آفاقی نے خود لکھا ہے۔اس کا انگریزی اور ہندی میں ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

افسانوی مجموعہ''مافیا'' میں کل (26)افسانے ہیں۔ جو افسانے اس مجموعے میں شامل ہیں اس کے عنوانات کو پیغام آفاقی نے حسب ذیل انداز میں پیش کیا ہے۔

حصہ اول''تخلیقی جہازوں کے قذاق'' کے تحت چار افسانے ہیں: (1) بھوک اور جولا مکھی (2) قلندر (3) کیڑے کا دوسرا جنم (4) بلندی

حصہ دوم:'' کائنات کی اجنبی گلیاں'' کے تحت چار افسانے موجود ہیں:(1) گلاس (2) شکاری اور شکاری کا منظر (3) کیا کہہ رہے تھے؟ (4) لڑکپن

حصہ سوم: '' موسموں کی ناقابل برداشت شدت'' کے تحت سات افسانے ہیں: (1) پیتل کی بالٹی (2) لوہے کا جانور (3) دہشت (4) یتیم لاش (5) مسافر (6) کتے (7) اس کی شخصیت پر مذہب کی کوئی پہچان نہ تھی۔

حصہ چہارم:''پراسرار کرداروں کا جنم'' کے تحت چھ افسانے شامل ہیں:(1) ناریل کے پیڑ (2) کوآپریٹیو سوسائٹی (3) رشید بھائی (4) صفر (5) مونوا یکٹر (6) ایک ادنی سا مقدمہ

حصہ پنجم میں پانچ افسانے موجود ہیں:(1) تلاش (2) پرندے (3) قطب مینار (4) کتوں کے رونے کی آواز (5) بوڑھا ملازم

پیغام آفاقی نے''مافیا'' میں افسانوں کی درجہ بندی اس طرح کی ہے کہ قاری کو دیکھتے ہی ان کو پڑھنے کی جستجو پیدا ہو جاتی ہے۔انہوں نے ہر حصے میں موجود افسانے کی شروعات میں ہی افسانے کی ذیلی سرخی بیان کی ہے اور ساتھ موجود افسانے کا مرکزی نکتہ بھی دیا ہے۔جس سے افسانے کا موضوع واضح ہو جاتا ہے۔طارق چھتاری نے پیغام آفاقی کے افسانے سے متعلق اس طرح اظہار خیال کیا ہے۔

''ہماری نسل میں صرف پیغام آفاقی ہیں جنھوں
نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خود تخلیق کار اپنے افسانوں کا سب
سے معتبر نقاد، سب سے سنجیدہ قاری اور سب سے بہتر مبصر
ہوتا ہے''مافیا'' کی اشاعت ناقدین کے لیے ایک بڑا چیلنج
ہے قاری کو بحیثیت نقادان کے افسانوں میں خصوصیات نظر
آسکتی ہیں ان سبھی کو پیغام آفاقی نے نہ صرف خود محسوس کرلیا
ہے بلکہ لکھ بھی دیا ہے''(مافیا پر گفتگو، انڈیا انٹرنیشنل دہلی)

افسانوی مجموعہ کے پیش لفظ''میں اور مافیا کی جہات''میں پیغام آفاقی نے لفظ''مافیا'' سے متعلق وضاحت کی ہے اور ساتھ ہی اس مجموعہ میں موجود افسانوں کی فکر کے تمام پہلوں کی بھی وضاحت کر دی ہے۔ان کے نزدیک ''مافیا'' اس مجموعے میں شامل کہانیوں کے مابین ایک متحد ویژن کا نام ہے۔

افسانوی مجموعہ''مافیا'' میں مافیا کے عنوان سے کوئی افسانہ نہیں ہے مصنف اس مجموعے کا نام''مافیا'' اس لیے دیا کہ اس مجموعے میں موجود افسانے مافیا طرز فکر پر مبنی ہے۔مافیا سے وہ نہ صرف ان جرائیم پیشہ افراد کو بھی شامل کرتے ہیں جو قوانین کو ایک جٹ ہوکر توڑتے ہیں بلکہ وہ ان افراد کو بھی شامل کرتے ہیں جو فلسفوں ،نظریات اور عقیدوں میں غیر انسانی رویوں کو شامل کرتے ہیں۔پیغام آفاقی لفظ''مافیا'' کی اس طرح وضاحت کی ہے۔

''مافیا سے میری مراد ایسی طاقتیں ہیں جو اپنے فائدے کے
لیے دوسرے انسانوں کی زندگیوں کا بے دریغ استعمال کرتی
ہیں اور اپنی راہ میں آنے والی مزاحمتوں کا بے رحمی سے صفایا
کر دیتی ہیں''(مافیا ص10)

پیغام آفاقی ایک فعال اور متحرک وسیع النظر افسانہ نگار ہیں۔وہ ہمیشہ اس بات پر غور

کرتے ہیں کہ کوئی واقعہ، کوئی عمل یا کوئی کہاں سے جنم لیتی ہے۔ پھر وہ اس تک پہنچ کر اس کو آغاز کو دیکھ کر اس کے مقام کو اپنی کہانی کی زمین بنا لیتے ہیں اور اس طرح اس زمین ہیں اپنی کاوشوں کی سرگرمی کو کہانی کی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ کلدیپ نیر لکھتے ہیں:

مجموعہ مافیا ادیب کے زندہ اور چوکنا رہنے کی ایک
اہم علامت ہے'' (مافیا پشت ورق)

مجموعہ'' مافیا'' میں پیغام آفاقی نے روایتی افسانہ نگاری سے گریز کیا ہے ان میں موضوع، ہیئت اور تکنیک وغیرہ کے لحاظ سے نئے تجربات کئے ہیں۔ پیغام آفاقی کا خود خیال تھا کہ میں پہلے بھی الگ تھا۔ اس دور میں بھی الگ رہا اور اب بھی الگ ہوں۔ میں' میرے ناول' میری کہانیاں سب فنی اعتبار سے منفرد ہیں اور اپنے آپ میں ایک نئی تنقیدی دبستان کا تقاضا کرتی ہیں۔ ان کے افسانوں کی اس خصوصیت کے متعلق پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں:۔

'' پیغام کی کہانیاں جدیدیت سے قریب ہوتے
ہوئے بھی اور اس روایت سے جڑے ہوئے بھی اور ترقی
پسند کہانی کی طرح معلوم ہوتے ہوئے بھی نہ جدیدیت
پسند ہے اور نہ ترقی پسند ہے'' (مافیا پر گفتگو انڈیا انٹرنیشنل
دہلی)

'' مافیا'' میں موجود افسانے پیغام آفاقی کے ہم عصر افسانہ نگاروں اور روایتی افسانہ نگاری سے مختلف ہیں۔ پیغام آفاقی کے افسانوں کی زبان اپنے اندر جاذبیت رکھتی ہے۔ موضوع فساد کا ہو یا جنسی، عہد حاضر کے مسائل ہوں یا دیہی اور شہری زندگی کے مسائل، ہر موضوع پر لکھے گئے افسانوں کی زبان صاف ستھری اور عام فہم ہے اور اس وصف نے بلا شبہ ان کے افسانوں کو انفرادیت بھی عطا کر دی ہے اور خاص حسن بھی بخش دی ہے۔ پیغام آفاقی نے بیانیہ انداز میں بھی افسانے لکھے ہیں۔ کہیں علامتیں تو کہیں استعارہ ہے، کہیں واقعہ، تو کہیں کہانی ہے، کہیں سادگی ہے

تو پیچید گی وغیرہ۔ ان کے زیادہ تر افسانے واحد متکلم میں ہیں۔ پیغام آفاقی کے افسانوں کی خصوصیت کو قاضی عبدالستار اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

''مافیا کی کہانیاں''زیریں لہر'' کی کہانیاں ہیں جو
منٹو سے لے کر قرۃ العین حیدر اور خود میری کہانیوں سے بھی
مختلف ہیں''(مافیا پشت ورق)

غرض پیغام آفاقی نے جس طرح ہر موضوع پر بے باکی اور سفاک انداز سے اپنے دانشوارانہ قلم سے لکھا ہے اس نے ثابت کر دیا ہے کہ پیغام آفاقی کی حیثیت ایک ممتاز افسانہ نگار کی بھی ہے اور ان کے افسانوی مجموعہ''مافیا'' میں موجود افسانے پیغام آفاقی کی دنیائے افسانہ میں منفرد شناخت رکھنے کے لئے کافی ہے۔

دیگر خدمات:

پیغام آفاقی نے ناول''مکان''پلیتہ''افسانوی مجموعہ''مافیا''شعری مجموعہ''درندہ'' لکھ کر اپنے پیغام کو آفاقیت کی درجہ تک پہنچا دیا۔ان کی تصانیف کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کی تخلیقات کا انگریزی اور ہندی میں ترجمے بھی ہوئے۔اس کے علاوہ پیغام آفاقی نے انگریزی میں ایک کتاب The hanging man لکھی ہے جس میں اپنا مخصوص فلسفہ فکر'' مافیا'' کو ایک کتابچہ کی شکل میں The hanging man (بندھا ہوا آدمی) کے عنوان سے انگریزی میں شائع کیا۔اس سے ان کے فلسفے کو جاننے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

اس کے علاوہ پیغام آفاقی دیگر ادبی خدمات کی ناول راگنی، دوست، درد، یہ شہر کس کا ہے کا نام بھی قابل ذکر ہے جو کہ ابھی غیر مطبوعہ شکل میں ہے اور بہت جلد منظر عام پر آنے والی ہے۔ جو بہار کے پس منظر میں لکھے گئے ہیں۔ یہ سبھی اسی مافیا کے خدوخال کو واضح کرتے ہیں جو آج انسانی نسل کے لیے سب سے بڑا چیلنج بنا ہوا ہے۔

پیغام آفاقی کی ہمہ جہت شخصیت نے جہاں فکشن اور شاعری میں اپنا لوہا منوایا وہیں انٹر

ٹینمنٹ کی دنیا میں بھی کافی اہم کارنامے انجام دیے ہیں جن میں اہم یہ ہیں:۔

☆ پیغام آفاقی کو جواہر لال یونیورسیٹی میں فلم سازی پر خصوصی لیکچر دینے کے لیے مدعو کیا گیا تھا۔

☆ اندرا گاندھی اوپن یونیورسیٹی کے تعلمی پروگراموں کی کمیٹی کے پینل میں بھی ان کا نام بحثیت فلم ڈائرکٹر شامل ہے۔

☆ سیریل ''لوٹنے کے بعد'' کے 13 اپیسوڈ کو اسکرین اور ڈائرکٹ کیا ہے جو ڈی ڈی میٹرو پر ہفتہ کی شب 8.30 بجے ٹیلی کاشٹ کیا جاتا تھا اور بعد میں یہی سیریل ڈی ڈی بھارتی، ڈی ڈی ون پر ٹیلی کاشٹ کیا گیا۔

☆ سریل ''ڈنک'' کے 13 اپیسوڈس کو اسکرپٹ اور ڈائرکٹ کیا جو دوردرشن پر ٹیلی کاشٹ کیا گیا۔

☆ 30 منٹ کی ایک ڈکومنٹری ''عیدالضحی'' اسکرپٹ اور ڈائرکٹ کی جو عید کے دن پانچ مرتبہ ٹیلی کاشٹ کی گئی۔

☆ دہلی کے فارم ہاوز پر ایک ڈاکیومینٹری سیریس اسکرپٹ اور ڈائرکٹ کی جو دوردرشن پر نشر کی گئی۔

☆ اس کے علاوہ پیغام آفاقی نے آل انڈیا ریڈیو پر اپنے افسانے پڑھے ہیں اور اس سے متعلق بحث ومباحث میں حصہ لیا۔

☆☆☆